وفاق المدارس ریلیف فنڈ اور علماء کنونشن

مدیر کے قلم سے

ملک کے دینی مدارس کے بڑے تعلیمی بورڈ وفاق المدارس نے زلزلہ زدہ علاقوں کے متاثرہ مساجد و مدارس کے لئے ایک ریلیف فنڈ قائم کیا ہے جس کے چیئرمین، صدر وفاق المدارس کے بڑے صاحبزادے مولانا ڈاکٹر محمد عادل خان صاحب ہیں، ڈاکٹر صاحب بڑی فعال شخصیت ہیں، انہوں نے اس کے لیے چاروں صوبوں کے مدارس اور علماء سے ملاقاتوں کی ترتیب بنائی ہے، صوبہ سندھ کے بیشتر علاقوں کا دورہ وہ کر چکے ہیں، صوبہ پنجاب کے مشرقی علاقوں کے لیے انہیں 11 فروری ہفتہ کو جانا تھا، راول پنڈی، اسلام آباد، جہلم، گوجرانوالہ، فیصل آباد اور سرگودھا کے منتظمین مدارس اور علماء سے ملاقاتوں کا شیڈول بنایا گیا تھا اور وفاق المدارس کے علاقائی مسئولین نے پہلے سے متعلقہ مدارس کو اطلاع کردی تھی، ان کے ساتھ اس سفر میں یہ ناکارہ اور جامعہ اشرف المدارس کے رئیس دارالافتاء مفتی عبدالحمید صاحب بھی شامل ہوگئے۔

ہفتہ کے دن صبح دس بجے جامعہ اسلامیہ راولپنڈی میں علماء کو بلایا گیا تھا، جس کی اطلاع وفاق المدارس راول پنڈی کے مسئول اور مجلس عاملہ کے رکن مولانا قاضی عبدالرشید نے کردی تھی حضرت مولانا قاری سعید الرحمٰن کے زیر صدارت اس اجلاس میں اٹک، حسن ابدال اور ضلع راولپنڈی کے مدارس کے منتظمین اور علما تشریف لائے تھے، ڈاکٹر عادل خان صاحب نے ریلیف فنڈ کے حوالے سے ان کے سامنے تفصیلی گفتگو کی اور اس سلسلہ میں اب تک ہونے والی پیش رفت اور کارگزاری سنائی جو وہ بعد کے اجلاسوں میں بھی سناتے رہے، انہوں نے کہا:

> ''زلزلہ اللہ کی طرف سے ایک آزمائش ہے جس کی زد میں کشمیر، بالاکوٹ، ہزارہ ڈویژن اور سوات، کوہستان کے کئی علاقے آئے ہیں، سینکڑوں مدارس منہدم ہوئے اور دو ہزار سے زائد مساجد شہید ہوئیں، وفاق المدارس العربیہ کے اکابر علماء نے شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان صاحب کی زیر قیادت متاثر علاقوں کا دورہ کیا اور وہاں کی تباہی و بربادی کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ وفاق المدارس سے ملحقہ مدارس اور مساجد کی بحالی کے لیے ایک ریلیف فنڈ قائم کیا جائے اور وفاق سے ملحق ملک کے تمام مدارس کو اس فنڈ میں حصہ ملانے کے لیے کہا جائے تو کافی حد تک ان مدارس کی بحالی میں تعاون ہو سکے گا، چناں چہ اس کے لیے تین کمیٹیاں بنائی گئیں، ایک سروے کمیٹی،

دوسری فنڈ جمع کرنے والی اور تیسری، تنفیذی کمیٹی..... سروے کمیٹی نے اپنا کام تقریباً مکمل کر دیا ہے، اس نے متاثرہ علاقوں کے مدارس و مساجد کی جزوی اور کلی تباہی ونقصان کی ایک تفصیلی رپورٹ مرتب کردی ہے، دوسرا کام فنڈ جمع کرنے کے حوالے سے ہے، وفاق المدارس نے ابتدائی مدارس پر دو ہزار، ثانوی مدارس پر چار ہزار، عالیہ کے مدارس پر چھ ہزار اور عالیہ کے مدارس پر دس ہزار کی رقم مقرر کی ہے، وفاق کی خواہش ہے کہ یہ رقم تو ہر مدرسہ لازماً دے جو بہت معمولی ہے البتہ بڑے اور وسیع تعلقات اور حلقے رکھنے والے مدارس اور علما اس میں اپنے شایان شان حصہ ملائیں، چنانچہ خود وفاق المدارس نے بیس لاکھ کی رقم اس فنڈ میں دینے کا اعلان کیا ہے، جامعہ بنوری ٹاؤن نے پانچ لاکھ، دارالعلوم کراچی نے ڈھائی لاکھ، احسن العلوم نے دو لاکھ، جامعہ بنوریہ نے دو لاکھ اور دارالخیر کراچی نے دو لاکھ جامعہ فاروقیہ کراچی کے استاذ حدیث اور معہد عثمان کے مدیر مولانا نورالبشر صاحب نے تین لاکھ اس طرح کئی علماء اور مدارس نے لاکھ اور اس سے اوپر رقم دینے کا اعلان کیا ہے، یہ رقم مدارس اپنے فنڈ سے بھی دے سکتے ہیں اور اپنے متعلقین واحباب کو متوجہ کرکے بھی حاصل کر سکتے ہیں، ہم نے تین نقشے بنائے ہیں، ایک چھوٹا نقشہ ہے جس میں دوسو افراد کی گنجائش والی مسجد، اس کے ساتھ دو کمرے اور وضو خانہ، دوسرا درمیانہ نقشہ ہے جس میں پانچ سو افراد کی گنجائش والی مسجد، اس کے ساتھ تین کمرے اور وضو خانہ اور تیسرا نسبتاً بڑا نقشہ ہے جس میں ہزار افراد کی گنجائش والی مسجد، اس کے ساتھ پانچ کمرے اور وضو خانہ، تنفیذی کمیٹی کا عمل ان شاء اللہ اپریل جون سے شروع ہو جائے گا اور وہ سروے کمیٹی کی رپورٹ کی روشنی میں ان نقشوں کے مطابق تعمیر مساجد و مدارس کا کام ان شاء اللہ شروع کر دے گی۔

مدارس سے ہٹ کر ہمارا ارادہ یہ ہے کہ حکومت پاکستان اور حکومت آزاد کشمیر سے بھی شہید مساجد ومدارس کے لیے خصوصی فنڈ کی بات کریں کہ وہ اپنی ذمے داری کو محسوس کریں اور ایک مسلمان حکومت پر جو مسئولیت اور ذمہ داری عائد ہوتی ہے، اس سے عہدہ برآں ہونے کی سعی کریں، اس کے علاوہ بیرون مسلم حکومتوں اور وہاں کے اصحاب خیر کو اس جانب متوجہ کرانے کے لئے بھی ہمارا ارادہ ہے، ملک کے اندر اسلامی رفاہی اداروں الرشید ٹرسٹ، الاختر ٹرسٹ، الرحمت ٹرسٹ وغیرہ کا ایک اجتماع ہم نے کراچی میں بلایا تھا اور ان سے بات کی تھی کہ وہ اپنے ذمے مختلف علاقوں کی مساجد کی تعمیر و بحالی کا کام اس ترتیب سے لیں کہ اس میں باہمی ایک ربط ہو اور ایک کا کام دوسرے کے علم میں ہو، تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ سب کی توجہ ایک علاقہ کی طرف ہے اور وہاں ضرورت سے زائد مسجدیں بن رہی ہیں اور دوسرے علاقے میں کوئی بھی نہ ہو، صدر صاحب کا یہ بیان اخبارات میں آچکا ہے کہ ان زلزلہ زدہ علاقوں میں اسکول جلد از جلد بنانے کی ضرورت ہے ورنہ مولوی مدارس بنالیں گے......... الحمدللہ مدارس کا مسلم معاشرے میں ایک مؤثر کردار ہے جس سے طاغوتی قوتیں خوف زدہ ہیں، خود زلزلہ زدہ علاقوں میں مدد کے لئے سب سے پہلے پہنچنے والے، دینی مدارس کے طلبہ تھے چنانچہ جس ہفتہ کی صبح

زلزلہ آیا، اسی دن تباہ شدہ علاقوں میں مدارس کے طلبہ پہنچ چکے تھے، جامعہ فریدیہ اسلام آباد قابلِ مبارکباد ہے کہ اس کے طلبہ نے مصیبت زدہ علاقوں کے تعاون میں قابل رشک کردار ادا کیا۔ مدارس کو ختم کرنے، اس کے اثرات کو کم کرنے اور ان کے خلاف پروپیگنڈہ کرنے کے لئے اسلام دشمن قوتیں سرگرم ہیں اور وہ ہرگز نہیں چاہتی ہیں کہ ان مدارس کی تعداد میں اضافہ ہو۔لیکن اگر آپ کی سعی وکوشش اور تعاون شامل رہا تو انشاء اللہ مدارس بنیں گے جو قوم کی ضرورت ہیں ملک کی ضرورت ہیں، اور جو وطن کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کے قلعے اور اسلامی علوم واسلامی تشخص کے امین ہیں"۔

ڈاکٹر صاحب کی تقریر کو حاضرین نے بڑی دلچسپی سے سنا اور بھرپور تعاون کی یقین دہانی کرائی ...... یہاں سے فارغ ہونے کے بعد اسی روز اسلام آباد میں، متحدہ مجلس عمل کے زیرِ انتظام تحفظ حرمتِ رسول کے سلسلے میں منعقدہ قومی مجلس مشاورت میں شرکت کا اور اس کے بعد جامعہ فریدیہ میں طلبہ کے سامنے بیان کا موقع ملا، رات کو پارلیمنٹ لاجز میں مولانا عبدالغفور حیدری سے ملاقات کے لئے گئے، ان کے بڑے بھائی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے، ڈاکٹر صاحب نے ان سے تعزیت کی اور مولانا عبدالعزیز اور علامہ عبدالرشید غازی کے ساتھ حکومت کے غیر مناسب رویے کی طرف ان کی توجہ دلائی، ہمارے دوست اور جمعیت علمائے اسلام شمالی علاقہ جات کے جنرل سیکرٹری مولانا عطاء اللہ شہاب چند ساتھیوں کے ساتھ اڈیالہ جیل میں قید ہیں، میں نے ان کی رہائی کی طرف حیدری صاحب کو متوجہ کیا، انہوں نے اس سلسلے میں کی جانے والی کوششوں کا ذکر کیا اور اطمینان دلایا کہ سیاسی معاملہ ہے، حالات سدھرتے ہی رہا ہو جائیں گے۔

اگلے دن اتوار ۱۲ فروری کو ہمیں دینہ، جہلم جانا تھا، ہمارے ساتھ راولپنڈی سے قاضی عبدالرشید، اسلام آباد سے مولانا ظہور احمد علوی اور ایبٹ آباد کے مولانا حبیب الرحمٰن شامل ہوگئے، قاضی صاحب ایک زمانہ میں تبلیغی جماعت کے مبلغ تھے، اب ماشاء اللہ پنجاب کے شعلہ بیان خطیب بن گئے ہیں۔ مولانا ظہور احمد علوی صاحب وفاق المدارس کے مسئول ہیں اور اسلام آباد کے ایک بڑے ادارے کے مہتمم ہونے کے باوجود مجسمہ تواضع ہیں، ان کی مسکنت اور انکساری کی خوشبو دامنِ دل اپنی طرف کھینچ کھینچ لیتی ہے۔ اسلام آباد اور راولپنڈی کے علماء نے "علمائے اہل سنت" کے نام سے مولانا قاری سعید الرحمٰن صاحب کی سرپرستی میں علماء کا ایک متحدہ اور مستحکم فورم بنایا ہے، قاضی صاحب، مولانا علوی صاحب، مولانا نذیر فاروقی صاحب اور علامہ عبدالرشید غازی صاحب اس کے فعال اور مؤثر آواز ہیں اور ماشاء اللہ کسی جھجھک کے بغیر سقوط طالبان کے بعد جس قابل رشک جرأت وجسارت کے ساتھ انہوں نے اسلامیانِ پاکستان کا دفاع کیا، اس پر وہ مبارکباد کے مستحق ہیں۔

دینہ، نکودر میں مولانا قاری خالق داد صاحب نے ۱۹۹۴ء میں "جامعہ حسینیہ" کے نام سے حفظ وتجوید کا ایک اعلیٰ معیار کا ادارہ قائم کیا ہے جس میں درجہ خامسہ تک درجہ کتب بھی ہے، اس ادارے سے اب تک ۵۸۶ طلبہ حفظ اور ۱۸۲ طلبہ قراءت وتجوید کی تکمیل کرچکے ہیں، ان کے نصاب کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ ایک سال میں قراءت عشرہ مکمل ہوجاتی ہے۔

مدرسہ کا ماحول صاف ستھرا اور تعلیمی ہے، یہاں ''سربکف سربلند...... دیوبند دیوبند'' کے نعروں کی گونج میں قافلہ داخل ہوا، اور مختصر بیانات اور دعا کے بعد آگے روانہ ہوا اگلا پروگرام جہلم میں تھا، یہاں سے قاری خالق داد صاحب بھی شامل سفر ہوئے۔

جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم میں علاقہ کے علماء جمع تھے، یہ ادارہ حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب رحمہ اللہ نے بنایا ہے، مولانا قاری خبیب احمد عمر اس کے مہتمم ہیں اور یہ جہلم کا سب سے بڑا مدرسہ ہے جس کی ۸۰ کے قریب، شاخیں ہیں اور ان میں چھ ہزار سے زائد طلبہ و طالبات زیر تعلیم ہیں، یہاں بیانات ہوئے۔

اگلے دن پیر ۱۳ فروری کو گوجرانوالہ میں حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب اور امام اہل سنت، حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحب کی زیارت کا موقع ملا، حضرت صفدر صاحب مسلک علماء دیوبند اور عقائد اہل سنت کے مستند ترجمان ہیں۔ وہ اپنی زندگی اور تحریروں میں اکابر اور اسلاف پر اعتماد کی ایسی غیر متزلزل چٹان معلوم ہوتے ہیں جن سے باطل نظریات کے تودے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جاتے ہیں۔ انہوں نے بارہا کہا اور میں نے خود ان سے سنا کہ ''کئی مرتبہ ایسا ہوا کہ بعض امور میں مجھے اپنے مطالعہ کے نتیجے میں اکابر کی رائے کے بالکل برعکس دوسری رائے راجح معلوم ہونے لگی، میں خاموش رہ کر اس وقت اس کا اظہار نہیں کرتا لیکن جب مطالعہ میں مزید وسعت اور پختگی پیدا ہو جاتی تو مجھ پر منکشف ہو جاتا کہ اکابر ہی کی رائے زیادہ وزنی اور راجح ہے'' .... حضرت کا مقصد یہ تھا کہ تھوڑا بہت مطالعہ کر کے اسلاف کے علم و عمل کو چیلنج کرنے کی روش کسی طرح درست نہیں...... وہ اسلاف کے عقائد و نظریات اور ان کے افکار و آراء کو بیان کرتے ہوئے، کبھی کسی ''جدیدیئے'' سے متاثر نہیں ہوئے، اتاترک سے مرعوب ہیں نہ غامدی سے، وہ ہمارے اس عہد میں حق اور حقیقت کی ایک دلکش صدا ہیں...... حضرت پر بڑھاپے نے قبضہ جمایا ہے، ان کی سماعت گویائی اور بینائی متاثر ہے لیکن حواس نے ابھی کام بحمد للہ چھوڑا نہیں۔ ڈاکٹر عادل خان صاحب نے اپنا مقصد سفر مختصراً بتلایا اور حضرت سے دعاؤں کی درخوست کی، انہوں نے ہاتھ اٹھا کر دعا فرمائی۔

مجھے کئی عرصہ سے خیال تھا کہ ان سے ایک سوال پوچھوں گا اور آج اس کا موقع تھا، ان کی خدمت کرنے والے صاحبزادے راشد خان صاحب سے میں نے کہا، آپ پوچھیں تو وہ ہچکچانے لگے، میرا اصرار بڑھا، حضرت دیکھ رہے تھے، ہاتھ سے اشارہ کیا کہ ماجرا کیا ہے؟ تب میں نے حضرت سے پوچھا ''حضرت! آپ کی رائے معلوم کرنی تھی کہ کیا مولانا عبیداللہ سندھی کے نظریات میں، آخری دور میں تبدیلی آئی تھی یا نہیں''؟ فرمانے لگے: ''ہاں! تبدیلی آئی تھی''۔ مجھے بھی تفصیل نہیں، صرف ''ہاں، نہیں'' میں حضرت کی رائے معلوم کرنی تھی، گجرات کے مولانا الیاس احمد اور ایبٹ آباد کے مولانا حبیب الرحمٰن صاحب میرے ساتھ کھڑے سن رہے تھے۔

منگل ۱۴ فروری جامعہ امدادیہ فیصل آباد میں علماء آئے تھے، وہاں حضرت قاری یسین صاحب زید مجدہ سے مختصر ملاقات ہوئی، میں دو سال پہلے فیصل آباد کے مدارس گیا تھا لیکن ان کے ہاں نہیں جا سکا تھا، قاری صاحب نے قرآن کریم کی جو خدمت انجام دی ہے وہ بڑی سعادت اور نصیب کی بات ہے، ان کے شاگردوں کی تعداد ہزاروں

میں ہے جو ملک اور بیرون ملک قرآن کی خدمت میں مشغول ہیں انہوں نے بڑے والہانہ پن کے ساتھ گلے لگایا فرمانے لگے: ''میں آپ کا ہر کالم اور مضمون بڑے شوق سے پڑھتا ہوں'' ...... میں سوچنے لگا، چھوٹوں کی حوصلہ افزائی کا یہ کس قدر خوبصورت انداز ہے! ......

بدھ پندرہ فروری کو لاہور میں ''علماء کنونشن'' تھا۔ اس دن صبح رائے ونڈ کے بزرگوں کی خدمت میں حاضری ہوئی، حضرت مولانا جمشید صاحب اور مولانا احسان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ مولانا عادل خان صاحب نے انہیں صورت حال بتلائی اور کنونشن کی کامیابی اور مدارس کی حفاظت کے لئے ان سے دعاؤں کی درخواست کی، بزرگوں کی اپنی شان ہوتی ہے حالات وواقعات سے مرعوب نہیں ہوتے کہ

؎ ایام کا مرکب نہیں راکب ہے قلندر

ان کا پیغام اور نصیحت یہی ہوتی ہے کہ اعمال میں جڑ جاؤ، اللہ کی طرف رجوع کا اہتمام کرو، دشمنوں کو اپنی قوت سے نہیں، اللہ کی قوت سے لڑاؤ تو خود نیست ونابود ہو جائیں گے اور حالات سدھر جائیں گے۔ مولانا جمشید صاحب نے فرمایا ''شدت کی بجائے نرمی کی راہ اختیار کی جائے کیونکہ نرمی، گرمی کو کھا جاتی ہے اور گرمی گرمی کو بڑھاتی ہے''۔

کنونشن بدھ پندرہ فروری کو دو بجے جامعہ نعیمیہ میں شروع ہوا، کراچی کی نسبت اس میں حاضرین کی تعداد کم لیکن قائدین کی تعداد زیادہ تھی، اس کی قراردادیں اور اعلامیہ تقریباً وہی تھا جو کراچی کنونشن کا تھا جس کا ذکر اس کالم میں پہلے آچکا ہے، البتہ تحفظ حرمت رسول کی ایک نئی قرارداد اس میں شامل کی گئی۔

اتحاد تنظیمات کے زیر اہتمام یہ تیسرا کنونشن تھا، چوتھے کنونشن کے لئے ۱۶ مارچ کی تاریخ مقرر کی گئی، جو پشاور میں ہوگا، اس کے لئے ظہر سے عصر تک کا وقت مقرر کیا جاتا ہے جو ناکافی ہوتا ہے اس میں متحدہ مجلس عمل اور اتحاد تنظیمات دونوں کے صوبائی اور مرکزی قائدین کو مدعو کیا جاتا ہے اور ظاہر ہے ڈھائی تین گھنٹے کا وقت اس کے لئے کم پڑ جاتا ہے، عصر کی نماز بھی متاثر ہوتی ہے اس لئے اس وقت یا مقررین کی تعداد پر نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ اتحاد تنظیمات ایک خالص تعلیمی تنظیموں کا اتحاد ہے اور مدارس کے چند حل طلب مسائل نے انہیں متحد کیا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ یہ اتحاد صرف تعلیم اور مدارس کے متعلقہ مسائل تک ہی محدود رہے اس کے دائرے میں سیاسی اور دوسرے ملکی اور بین الاقوامی معاملات کا عمل دخل ہرگز نہیں آنا چاہیے، اس کے لئے متحدہ مجلس عمل اور دوسری سیاسی جماعتوں کے پلیٹ فارم موجود ہیں، اتحاد کا زمام کار ابھی تعلیم کی بجائے سیاست سے شغف رکھنے والے اشخاص کے پاس نہیں آنا چاہیے۔ ورنہ وہ اس کے ڈھانچے کو تعلیم سے سیاست کی طرف لے جائیں گے اور کوچہ سیاست اس اتحاد کے بخئے ادھیڑ دے گا، خود وفاق المدارس العربیہ اس وقت مدارس کا سب سے بڑا قابل رشک تعلیمی بورڈ ہے، اس کی کامیابی کی ایک بنیادی وجہ یہ ہے کہ حضرت صدر وفاق نے اسے سیاست کے جھمیلوں سے بالکل الگ تھلگ رکھا ہے، اس کے دستور میں اس کی تصریح بھی ہے اور یہی اس کی کامیابی کا بنیادی راز بھی ہے۔ ☆☆☆